

وقت کی حفاظت

”وقت“ مال ہی کی طرح ”پونجی“ ہے اس لئے دونوں میں ”میانہ روی“ اور ”تدبیر استعمال“ ضروری بات ہے اور مال کو تو ”جمع“ اور ”ذخیرہ“ بھی کر سکتے ہیں لیکن ”وقت“ اور ”زمانہ“ کے لئے یہ بھی ممکن نہیں۔ زمانہ اور وقت کی قدر و قیمت کسی طرح بیش قیمت مال سے کم نہیں ہے، دونوں کی قدر و قیمت کا مدار اس کا بر محل خرچ، اور اچھے استعمال پر موقوف ہے، پس وہ بنمیل جو اپنے مال کو ”قوت لایموت“ سے زیادہ خرچ نہیں کرتا اور دراصل ”فقیر“ ہے یا اس جیسا ہے جس کے پاس ”کھوٹی پونجی“ ہو۔ اسی طرح جو شخص اپنے وقت کو اپنی اور اپنی جماعت کی سعادت و بہبود، میں خرچ نہ کرے اس کی عمر بھی ایک ”کھوٹی پونجی“ ہے۔

بلاشبہ ہم ایک محدود زندگی رکھتے ہیں، لیل و نہار کا یہ پکڑ ایک خاص نظم سے جاری ہو اور ایک کا دوسرے سے ٹکرا جانا ناممکن ہے، پھر زندگی بھی چند حصوں پر تقسیم ہے بچپن، جوانی، ادبیر، بڑاپا اور ہر حصہ اپنا خاص عمل رکھتا ہے جو دوسرے حصہ میں غیر مناسب ہے، جیسا کہ بے وقت زراعت نہیں ہو سکتی، یا غیر وقت میں نامناسب ہے، اور پھر زندگی چند روزہ ہے اور جب موت کا وقت آجائے گا تو پھر اس سے سزا کہاں؟ اور گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں، بچپن گیا تو اب کہاں؟ جوانی ختم ہو گئی تو یہ بہار گئی۔ پس جبکہ یہ ”محدود“ شے ہے اور اس میں کمی زیادتی ممکن نہیں، اور اسکی قدر و قیمت حسن استعمال پر موقوف، تو از بس ضروری ہے کہ ہم اس کی پوری طرح حفاظت کریں، اور اس کو بہتر سے بہتر طریقے پر استعمال کریں۔

اور ”وقت“ کی حفاظت، اور اس سے نفع کی صورت، ایک طریقہ کے سوا اور کسی طرح ممکن نہیں۔ اور وہ یہ کہ زندگی کا مقصد وحید صرف ”پسندیدہ اخلاق“ ہوں اور پھر اس کے لئے زندگی کے تمام ”وقت“ کو صرف کر دیا جائے۔ اسلئے کہ انسان کے ضیاع کے وقت کے دو اسباب ہوتے ہیں ایک یہ کہ انسان کی کوئی غرض و غایت نہ ہو جس کیلئے وہ سعی کرے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

میں اس بات کو بہت معیوب سمجھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی لایعنی زندگی بسر کرے نہ دنیا کے لئے کوئی عمل کرے نہ آخرت کے لئے۔

لہذا اس پڑھنے والے کا وقت کس قدر ضائع ہے جو ہاتھ میں تو کتاب لئے ہوئے ہے اور اس کے سامنے کوئی معین غرض نہیں ہے، مثلاً کوئی ”خاص موضوع“ یا کسی خاص مسئلہ کی تحقیق، اور اس آدمی کو کس قدر تکلیف ہوتی ہے جو چل رہا ہے اور نہیں جانتا کہ اس کے سفر کی غرض و غایت کیا ہے؟ لہٰذا ایک سرک کے سے دوسری سرک پر چل نکلا اور لہٰذا کوئی ایک دکان سے دوسری دکان کی طرف رخ کر دیا۔

اور اگر انسان کے سامنے غایت و غرض متعین ہوتی ہے تو وہ تھوڑے سے وقت میں زیادہ سے زیادہ کام کر لیتا ہے، اور انسان کو سیدھی راہ پر لگا دیتا ہے۔

اور اگر اس کے سامنے متعدد امور ایک دوسرے کے مقابل آجائیں تو سوچ کر ان کا انتخاب کر لینا چاہیے جو اس کی "غرض" کے لئے مفید ہوں، اور جو اس سے جوڑ نہ کھاتے ہوں ان سے بچنا چاہیے۔

اور جو لوگ اپنی غرض کو متعین نہیں کرتے تو ان پر "وقت" اس طرح گزر جاتا ہے جس طرح "اینٹ پتھر" پرور ایسے اشخاص سے کوئی بستر کام یا عظیم الشان کام شاید ہی انجام پاتا ہو۔ بے مقصد انسان کی مثال اس کشتی کی سی ہے جو بغیر کسی سبب کے موجوں میں تھپیرے کھاتی پھرتی ہے۔

اور یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو کثیر الاشغال ہوتے ہیں ان کے وقت میں بھی وسعت و برکت ہوتی ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے سامنے مقصد ہوتا ہے اور وہ اپنے وقت کو تردد و انتشار میں نہیں گزارتے، اور وہ محل اور موقع کے باتوں میں گیند کی طرح نہیں ہوتے کہ جس طرح وہ چاہیں ان کے ساتھ کھیلیں بلکہ وہ اپنے لئے خود اسباب و مواقع پیدا کرتے، اور اپنی زندگی کی اغراض کے مطابق ان میں جس طرح چاہتے ہیں تصرف پیدا کرتے ہیں۔

انسان کے ضیاع و وقت کی دوسری شکل یہ ہے کہ اس کے سامنے غرض و غایت تو معین ہے لیکن وہ اس مقصد کے حق میں مخلص اور سچا نہیں ہے، اس لئے نہ اس تک پہنچنے کے لئے ٹھیک جدوجہد کرتا ہے اور نہ ایسے کام کو انجام دیتا ہے جو اسکے مقصد کے مطابق ہوں۔

غرض کا متعین نہ ہونا اور مقصد کے حق میں مخلص نہ ہونا، یہی وہ دو جوہر ہیں جو وقت کی چوری کرتے، اور اس کے فائدہ کو برباد کرتے ہیں۔

اور ان دونوں دشمنوں کے وجود سے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں وہ "فرض منہسی میں تاخیر، اور عمل کے لئے جو محدود وقت ہے اس کی حفاظت سے بے پرواہی" اور "بیم جدوجہد سے بیزاری ہیں، پس ابتداء معین سے چند منٹ کی تاخیر کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ عمل کے وقت میں سے اس قدر منٹ ضائع کر دئے گئے۔

اور اس کے دو نتیجے ظاہر ہوں گے: یا تو کام میں جلد بازی کرنا پڑے گی، اور سوچ و بچار کو چھوڑنا پڑے گا تاکہ ضائع شدہ وقت کی تلافی ہو سکے اور یا پھر ان اوقات پر "جو کہ دوسرے فرائض کے لئے مقرر ہیں" دست درازی کرنی ہوگی۔ اور اس ضمن میں کسی کام کو اس کے اپنے وقت سے ٹال کر کرنا بھی آجاتا ہے، پس مثالاً ہذا کام اول تو ہوتا ہی نہیں، اور اگر ہوتا بھی ہے تو اس عہدگی، اور استواری کے ساتھ نہیں ہوتا جس طرح کہ اپنے وقت کے اندر ہو سکتا تھا۔

اور وقت کی حفاظت کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ انسان مسلسل کام میں ہی مصروف رہے اور کسی وقت آرام نہ حاصل کرے، بلکہ مطالبہ یہ ہے کہ راحت و فراغت کے وقت کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ

عملی جدوجہد کے لئے زیادہ قومی اور تروتازہ بنادے۔ پس اگر راحت و فراغت کے وقت کو سستی، اور کاجلی میں صرف کر دیا جائے تو اس طرح ہم اس وقت سے نہ کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اور نہ عمل میں ہم کو اس سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے، اس کے برعکس اگر اس وقت کو تفریح، اور ورزشی دور ڈھوپ، یا چلنے کی مشق میں صرف کیا جائے تو بلاشبہ یہ ہمارے عمل کی زندگی میں فائدہ مند ثابت ہوگا، اور اس ذریعہ سے ہم ایسی قوت و طاقت حاصل کر لیں گے کہ اس سے اپنی غایت و غرض کے لئے خدمت لے سکیں، اور اسی کو "وقت کا تحفظ" اور "وقت کا اقتصاد" کہتے ہیں۔

زنا نہ اور وقت انسان کے لئے ایک جنس خام کی طرح ہے جیسا کہ خام لکڑی "بڑھتی" کے ہاتھ میں یا خام لوہا "لوہار" کے ہاتھ میں! ان میں سے ہر ایک کاریگر ممتاز ہے کہ اپنی جدوجہد کے ساتھ لکڑی اور لوہے سے "عمدہ اشیا"، تیار کرے یا ان کو بیکار چھوڑ کر برباد کر دے۔

اور اس اصول پر کہ زندگی کی "قدر و قیمت کا پہچانا" لوازمات انسانیت سے ہے۔ ہم ہر فرض ہے کہ اپنے اوقات کو ان امور میں صرف کریں جو ہمارے مقاصد سے مطابقت رکھتے ہوں۔

اور وقت سے فائدہ اٹھانے میں جو شے "غرض و غایت کے تعین کے بعد مدد دے سکتی ہے" وہ حسب ذیل دو باتوں کا صحیح علم ہے۔

(۱) ہم عمل کو کس طرح شروع کریں؟

(۲) اور کس طرح اس میں لگے رہیں کہ اس کو پورا کریں؟

شاید اس سے زیادہ دشوار کوئی بات نہ ہو کہ انسان یہ معلوم کر لے کہ وہ اپنے عمل کو کس طرح شروع کرے اسی لئے اسکے وقت کا ایک بڑا حصہ اسی کے سوچنے میں گزر جاتا ہے، اکثر طلبہ کو یہ پیش آتا ہے کہ جب وہ اپنے اسباق کا دور کرنا چاہتے ہیں تو سوچتے رہتے ہیں کہ کس طرح شروع کریں، وہ سوچتے ہیں کہ سب سے پہلے ریاضی کے مسئلہ کو شروع کریں اور پھر جب وہ مشکل نظر آتا ہے تو اور کسی مضمون کو شروع کرتے ہیں اور اس طرح ایک کافی عرصہ گلا دیتے ہیں اس میں اس قدر اور اضافہ کر لیتے کہ کسی شے کی ابتداء عاڈا اس لئے دشوار ہوتی ہے کہ ابھی مشق کی نوبت نہ آئی ہوتی، یا اس لئے یک نخت "لذیذ آرام" سے محنت طلب عمل کی جانب منتقل ہونا پڑتا ہے۔

بہر حال جو شخص ان ہر دو امور کو جس قدر جلد حل کر لیتا ہے اسی قدر وہ اپنے قیمتی وقت سے زیادہ فائدہ اٹھا لیتا ہے۔

پہلی بات کا علاج:

اس بات کا علاج کہ کس طرح شروع کرے؟، یہ ہے کہ عمل سے پہلے سوچے کہ زیر بحث چیزوں میں کس چیز کی "شروع کرنے میں" زیادہ اہمیت ہے، اور اس کی ترجیح کے اسباب کا مطالعہ کرے پھر جس شے کو

اس کے بعد ہونا چاہیے حسب مراتب ان کے درمیان ترتیب قائم کرتا جائے اس کے بعد عمل کے لئے ایسا پختہ ارادہ کرے جس میں تردد کا ادنیٰ سا بھی شائبہ باقی نہ رہے، اور جب دشواریاں اس کے مقابلہ میں آئیں تو نفس اتنا مضبوط رہے کہ اس "ارادہ" میں ادنیٰ سا بھی تغیر پیدا نہ ہو سکے، اور اگر اس کو کبھی یہ خطرہ پیش آئے کہ کام کا شروع کرنا، اس کے لئے بہت دشوار ہے اور اس کا نفس دشواریوں کے مقابلہ میں ثابت نہ ہو سکے گا، تو اس کے لئے مفید نسخہ یہ ہے کہ وہ ایسی کتاب کا ایک باب مطالعہ کرے جو اس کو عمل پر بہادر بناتا، اور سعی عمل کے لئے مرد میدان بننے کی ترغیب دیتا ہو، یا ایسے اشعار پڑھے جو جدوجہد پر آمادہ کرتے، اور قلب میں سرور و نشاط پیدا کر کے عمل کے لئے شجاع بناتے ہوں، یا اپنے ذہن میں ایسا نقشہ کھینچے جو اس کے سامنے سستی اور جستی کے نتائج و انجام کو پیش کرتا ہو، یا ایسے "بہادر" اشخاص اور نمایاں ہستیوں کے واقعات کو یاد کرے جنہوں نے سعی سپہم اور عمل مسلسل کے ذریعہ بڑے بڑے کار نمایاں انجام دیئے ہوں، اور جن کی زندگیاں "مہمالات کامر کر" ثابت ہوئی ہوں، انسان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جب کسی کام کو شروع کرے تو پوری توجہ و انہماک سے اس کو انجام دے، اور شور و ہنگاموں کے مقامات سے دور ایسی جگہ رہے جہاں ایسے مناظر نہ ہوں جو اس کے کام سے بے پردا کر دیں، اور نہ ان میں ایسی دلچسپیاں ہوں جو اس کے عمل میں رکاوٹ کا باعث ہوں۔

دوسری بات کا علاج:

پس اگر اس نے اس طرح کام شروع کر دیا تو اس نے کامیابی کا ایک کافی حصہ طے کر لیا، اس کے بعد اس کا فرض ہے کہ اس میں لگا رہے، اور عزم قوی اور مضبوط ارادہ کے ساتھ لگا رہے۔ اور انسان اس عمل کے لئے "باہمت" رہتا ہے جو اس کے نفس کے ساتھ مطابق اور اس کے قلب کے رجحانات کے موافق ہو، یعنی اس میں اس کے کرنے کے لئے استعداد اور حجام طبع موجود ہو، اور اس کو سو مند سمجھتا، اور اس سے محفوظ ہوتا ہو کیونکہ اکثر "ناکامی" اور "لال" کے اسباب "عمل" کے اس "غلط انتخاب" ہی کی بدولت پیش آتے ہیں۔

فراغت کے اوقات:

انہی "خالی" اور "فارغ" وقت کا عمدہ استعمال بھی زندگی کے ان اہم مسائل میں سے ہے جس کی طرف توجہ اور فکر و طور کی ضرورت ہے، اس لئے کہ اس عدم توجہ کی بنا پر ہماری عمر کا اکثر حصہ یونہی برباد جاتا ہے اور ہم کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ فراغت کے اوقات کو کس طرح گزاریں۔

لاٹکے عموماً اس وقت کو "گلی کوچوں" اور "بازاروں" میں گھوم پھر کر گنوا دیتے ہیں، جوان اور بوڑھے قنود یا چائے نوشی، کے ان مقامات میں گزار دیتے ہیں جہاں نہ صاف ہوا، زرد، نہ خوشگوار منظر، اور نہ کوئی بدنی یا عقلی ورزش کا سامان میسر، ان کا بہت زیادہ وقت لاطائل باتوں، اور غیر مفید کھیلوں میں ختم ہو جاتا ہے گویا اس طرح "وقت کو برباد" کرنا مقصود ہوتا ہے۔ حالانکہ "کام" کے اوقات پر اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے، اس لئے کہ جو شخص اپنی تفریح کی زندگی سے نا آشنا ہے وہ "کام کی زندگی" سے بھی بے بہرہ ہی رہتا ہے یہ

کھنا بیجا نہ ہوگا کہ اس "بربادی اوقات کا سب سے بڑا سبب غالباً "قوم" اور "حکومت" کا عدم تعاون، اور عفت ہے کہ انہوں نے مختلف "محلوں" میں جسمانی ورزشوں کے لئے مجلسیں قائم نہیں کیں، پس اکثر محلوں اور قبیلوں میں "پارک" یا "اخلاقی سوسائٹی" نہیں پائی جاتیں جن میں وہ تفریحی مشاغل کر سکیں، اس لئے ان کے سامنے "سمرکل" اور "قبوہ خانہ" کے علاوہ دوسرا کوئی منظر ہی نہیں ہے۔

"حکومت" اور "قوم" کا بہت بڑا فرض ہے کہ وہ افراد قوم کے لئے وہ "تفریحی اخلاقی مجالس" "باغات و پارک" "مکاتب و مدارس" اور "لائبریریاں" برآمد اور بر "قبیلہ" میں قائم کرے۔

یہ بات کبھی فراموش نہ کرنی چاہئے کہ "قوم" میں جہالت اور صحیح تربیت کا فقدان، اس کے ذوق کو خراب اور تباہ کر دیا کرتے ہیں، اور یہی سبب ہے کہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایک "محلہ" یا "شہر" میں قبوہ خانہ، باغ، پارک لائبریری، تفریح گاہ سب موجود ہیں مگر اس کے باوجود صرف "قبوہ خانہ" "بوٹل" یا سینما، جیسے فضول مقامات زائرین سے آباد ہیں اور باقی تمام مقامات خالی ہیں یا ان میں خال خال آدمی نظر آتے ہیں۔

اس کا تیسرا سبب یہ ہے کہ ہماری گھریلو زندگی اس قدر خراب ہو گئی ہے کہ مردوں کو گھر کے نام سے وحشت ہوتی ہے اور وہ وقت گزارنے کے لئے یونسی پڑے پھرتے ہیں۔ حالانکہ عام مجالس کے مقابلہ میں کہ جہاں وہ وقت گزارتے ہیں۔ باعزت اور ہر طرح قابل احترام یہی "گھر کی زندگی" ہے۔ اور اس گھریلو زندگی کی خرابی کا بڑا سبب "افلاس و فقیری، اور زن و شو کے باہمی حقوق، اور دینی و دنیوی علوم سے جہالت ہے۔ ان ہی دونوں قسم کی جہالت نے اس پاک زندگی کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔

فرصت کے اوقات کو کس طرح گزارے؟

(۱) سب سے پہلی "چیز" جس میں فرصت کا وقت گزارنا چاہیے کھلی فضا، صاف ہوا، میں مختلف قسم کی ورزشیں تفریحیں ہیں اس لئے کہ یہ تندرستی کو بڑھاتیں، نفس انسانی کو تروتازہ بناتیں، اور اس کو "عمل" کا شائق کرتی ہیں۔

(۲) کتاب۔ فرصت کے بعض اوقات میں "کتاب" بھی انسان کے لئے ایک عمدہ ریاضت ہے، اور اس میں مزدور، نوکر، پیشہ، طبیب، اور مہندس وغیرہ سب برابر ہیں، کتاب ایک بہترین دوست اور رفیق ہے اس لئے از بس ضروری ہے کہ ہر "محلہ" میں کتب خانہ اور "لائبریری" ہونا چاہیے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہم یہ سیکھیں کہ "کتاب کا مطالعہ" کس طرح کرنا چاہئے کیونکہ اس کے سیکھے بغیر کتاب پڑھنے کا فائدہ ضائع ہو جاتا ہے، اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم کتاب کے پسند کرنے میں فکرو سوچ سے کام لیں یا کسی صاحب الرائے کی رہنمائی حاصل کریں، پس جب اس مرحلہ کو پورا کر لیں اور اس کو پڑھنا شروع کر دیں تو اب ہم کو اسے چھوڑنا نہ چاہئے، اور مشکلات اور ٹھکن کی پروا نہ کئے بغیر اس کے مطالعہ میں مصروف رہنا چاہئے حتیٰ کہ ہم اس کو ختم کر لیں۔

اور ایک صفحہ سے اس وقت تک دوسرے صفحہ کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہئے جب تک کہ ہم اس

کے مضمون کو دل نشین نہ کر لیں، اور ہماری عقل اس کو جہم کر کے اپنی ملک نہ بنا لے۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

تم کو علم کا ننگبان اور اس کے لئے صاحب عقل و فہم ہونا چاہئے، محض ناقل و راوی نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ علم کا ہر ایک دانا مفیدہ تو راوی ہی بنی ہو سکتا ہے لیکن ہر ایک راوی و ناقل اس روایت کے فہم و معنی کا حامل نہیں ہو سکتا۔
اور ایک دانا کا مشہور قول ہے کہ

علم اس وقت تک اپنا ایک حصہ بھی کسی کو عطا نہیں کرتا جب تک حاصل کرنے والا اپنا سب کچھ اسکے حاصل کرنے میں قربان نہ کر دے۔ اور "رسلن" کہتا ہے "کبھی تم انگلستان کے تمام کتب خانوں کو پڑھ ڈالو گے مگر اس کے بعد جیسے تھے ویسے ہی رہو گے گویا کچھ پڑھا ہی نہیں لیکن اگر دس صفحات بھی غور سے کسی اچھی کتاب سے پڑھ لو گے تو کسی نہ کسی درجہ میں "متعلم" سمجلا سکو گے۔"

اور "چون لوک" کا قول ہے۔ زیادہ پڑھنا مفید نہیں ہے، بلکہ پڑے ہوئے کو سمجھ کر عقل بڑھانا اصل شے ہے۔ بس جو کچھ ہم پڑھتے ہیں "اس میں فکر و غور" اسکو ہمارے نفس کا جز بنا دیتے ہیں۔ ہماری فطرت بھی اسی کی متقاضی ہے کہ ہم نظر و فکر سے کام لیں اور یہ کافی نہیں ہے کہ ہم اپنے نفس کو زیادہ معلومات سے تشہیل کر کے بے مزہ بنا دیں اس لئے کہ جو چیز ہم چہا نہ سکیں اور جہم نہ کر سکیں، وہ ہماری غذا نہیں بن سکتی اور نہ وہ ہماری قوت کا باعث ہو سکتی ہے۔

(۳) اخبارات و رسائل۔ فرصت کا کچھ وقت، اخبارات کے مطالعہ میں صرف ہونا چاہئے اور یہ صرف اوقات کے ابواب میں سے ایک بہتر "باب" ہے۔ "اخبارات" افکار و حوادث سے مطلع کرتے، اور عقل و شعور میں تیزی پیدا کرتے ہیں، ان ہی کی بدولت انسان روزمرہ کی زندگی پر عبور کرتا اور اپنے گرد و پیش سے باخبر رہتا ہے۔ تاہم ان کا اس قدر عاشق نہ ہونا چاہئے کہ ان کے مطالعہ میں دوسرے فرائض سے بھی فارغ ہو جائے۔

(۵) اوقات فرصت میں دوسری مشغولیوں کے علاوہ ایک بہترین مشغلہ یہ ہے کہ انسان کسی مفید کام کا "عاشق" و شیدا بن جائے، مثلاً پرندوں کی تربیت، درختوں اور پھولوں کی تربیت، مختلف زبانوں کے آثار کی تفتیش، اور ان میں سے ایک دوسرے کے درمیان جوڑ لگانے کی کوشش، اس لئے کہ ان مشاغل میں بہت لذت آتی ہے اور ان کا فائدہ بھی بہت زیادہ ہے۔

فرصت کی گھڑیوں کی سب سے زیادہ بربادی "قومو خانوں" "عام مظلوموں" اور "مجلسوں" میں وقت گزارنا ہے، دن میں اگر ایک گھڑی بھی کسی نے ان بیکار مقامات میں گزار دی بلاشبہ اس نے سال کے پندرہ روز شب برباد کر دئے، گویا دس سال میں پانچ مہینے ضائع کر دئے، اور یہ مدت کسی زبان کے جدید لغت یا علم کی معرفت، یا علم کے حصہ وافر کو حاصل کرنے کے لئے کافی و وفاقی ہے، تو اب ان لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ جو روزانہ دو یا تین گھنٹے یا اس سے زیادہ وقت ان ہر دو لایعنی مشاغل میں صرف کرتے اور عمر عزیز کو ضائع کرتے ہیں۔ (اخلاق اور فلسفہ اخلاق)